اقربا کے ساتھ شکر کا تعلق قائم نہیں کرتا، تو جادہ عدل سے ہٹ جاتا ہے۔

ایک شوہر عقد نکاح کے وقت گواہوں کے سامنے جس بات کا اقرار کرتا ہے وہ محض ایک خاتون کو حلال طریقے سے اپنے نکاح میں لانا نہیں ہے بلکہ ان تمام ذمہ داریوں اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کا اقرار ہے جو شریعت نے ایک شوہر پر عائد کی ہیں۔ ان میں نہ صرف نان نفقہ اور دیگر سہولیات شامل ہیں بلکہ اس کی عزت و احترام اور محبت اولین اہمیت رکھتے ہیں۔ اسی طرح عقد نکاح کے وقت ایک خاتون اس بات کا عہد کرتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال اور بستر کی پوری حفاظت کرے گی اور اس کی اولاد کی تربیت اسلامی روایات کے مطابق کرے گی۔ اس میں کہیں بھی اس بات کا ذکر نہیں آتا کہ وہ اس کے لیے کھانا، ناشتہ، چائے، گھر کی صفائی ستھرائی وغیرہ کرے گی۔

یہ کس طرح روا ہو سکتا ہے کہ ایک بیوی اپنے شوہر اور بچوں کے لیے صبح سے رات تک کھانا پکائے، گھر کی صفائی ستھرائی کرے، بچوں کے ہی نہیں، شوہر کے کپڑے دھوئے، استری کرے حتیٰ کہ شوہر کے موزے بھی، اور ان تمام احسانات کو یہ کہہ کر نظرانداز کر دیا جائے کہ ایسا تو کرنا ہی چاہیے تھا، اس میں کیا کمال کیا؟ قرآن و حدیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اچھی بیوی وہ ہے جسے دیکھ کر شوہر خوش ہو جائے لیکن شوہر کی توقعات اور مطالبات میں اسلام نے صرف ایک چیز کو بنیادی طور پر تسلیم کیا ہے اور وہ ہے شوہر کی ازدواجی ضرورت۔ وہ اس سے انکار نہیں کر سکتی الا یہ کہ کوئی عذر ہو (مرض یا بعض فطری وجوہات کی بنا پر اس قابل نہ ہونا)۔ اس کے علاوہ کسی معاملے میں یہ نہیں کہا گیا کہ اگر وہ کھانا خراب پکاتی ہے، کپڑوں پر استری نہیں کرتی، مکان کو خود صاف ستھرا نہیں کرتی، تو اپنے فرائض کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ مگر عملاً صورت حال یہ ہے کہ بہت سے مرد ازدواجی زندگی کا تصور ہی یہ کرتے ہیں کہ ان کی بیوی ان کے لیے شاہانہ انداز میں قسم قسم کے لذیذ کھانے پکائے، نفیس چائے تیار کرے، گھر میں جدید ترین انداز کی زیبائش و تزئین کرے، اور تمام کام کاج کرنے کے بعد کبھی شکایت نہ کرے کہ وہ تھک گئی ہے بلکہ ان کی مزید خواہشات پوری کرنے کے لیے بھی ہر وقت تیار رہے۔

درحقیقت صرف ازدواجی تعلق ایک ایسی ذمہ داری ہے جو شریعت نے ایک بیوی پر ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ تمام ذمہ داریاں ایک بیوی کی جانب سے شوہر کے لیے احسان اور صدقہ کی حیثیت رکھتی ہیں جس کا اجر، اور خود شوہر کی طرف سے اس کی تحسین لازمی ہے۔ دراصل شریعت کے ہر حکم کی بنیاد خود شریعت کے اصول پر ہے۔ ایک شوہر اگر مقدور رکھتا ہے، تو وہ اپنے لباس، گھر کے کام کاج اور کھانا پکانے کے لیے خدمت گار رکھ سکتا ہے، بازار سے کھانا لا سکتا ہے، یا جا کر کھا سکتا ہے، لیکن وہ اپنی ازدواجی ضرورت بازار سے پوری نہیں کر سکتا۔ گویا اس کے علاوہ بقیہ ذمہ داریاں اگر ایک بیوی خوش اسلوبی سے اور محض کام

چکانے کے خیال سے نہیں بلکہ خیرخواہی اور کام میں دلچسپی لیتے ہوئے ادا کرتی ہے' تو وہ معاشی اور انتظامی طور پر شوہر کو ایک اچھے خاصے بوجھ سے بچاتی ہے۔ اس پر ایک شوہر کو اخلاقی طور پر اس کا شکرگزار ہونا چاہیے کیونکہ قرآن کریم کا اصول ہے: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ (الرحمٰن ۵۵: ۶۰) نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

یہ بات تو عام انسانی اخلاق کے بھی خلاف ہے کہ بیوی تو شوہر کی ہر بات اور عمل کی شکرگزار ہو اور شوہر' بیوی سے ہمیشہ ناشکری کا رویہ رکھے۔ وہ اس کی اولاد کی تربیت کرے' گھر کی دیکھ بھال کرے اور وہ سارے کام کرے جو اسے خوش کرنے والے ہوں' پھر بھی وہ بیوی کا شکرگزار نہ ہو۔ قرآن کے واضح حکم: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج (النساء ۴:۱۹) "اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو" کی روشنی میں شوہر کا طرزِ عمل اپنی بیوی کے حوالے سے صرف اور صرف بھلائی' نرمی اور شکرگزاری کا ہی ہو سکتا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے: خیارکم خیرکم نساء ھم' تم ہی میں سے اچھے وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے اچھے ہیں۔

ان گزارشات کی روشنی میں یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ایک شوہر کا اپنی بیوی کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا' ناشکری ہے' اور ہم سب جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ناشکری کو پسند نہیں فرماتا۔

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں کچھ اس طرح کا کلچر بن گیا ہے کہ عورت خدمت کرنے کے لیے ہے' اور مرد خدمت لینے کے لیے۔ عورت شوہر ہی نہیں' اس کے سب گھر والوں کی بھی خدمت کرتی ہے اور عموماً جوابی احساس تشکر اور حسن سلوک سے محروم رہتی ہے۔ ان خدمات کو اس کا بنیادی فریضہ سمجھا جاتا ہے' احسان نہیں۔ عموماً گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹانے کو شان مردانگی کے خلاف تصور کیا جاتا ہے۔ ہمارے سامنے اللہ کے رسولؐ کا اسوہ ہے کہ آپؐ ہر طرح کی اجتماعی ذمہ داریوں کے باوجود گھریلو کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ ان مسلمان مردوں کو جو اپنے گھروں میں تند و ترش ہو کر رہتے ہیں' اور اسی کا ایک اظہار' ہر طرح کی خدمت کے باوجود' اپنی رفیقہ حیات کا احسان مند اور شکرگزار نہ ہونے کی روش ہے' اپنے بارے میں سوچنا چاہیے۔ یہ تو حد سے گزرنے والی بات ہے کہ رفیقہ حیات کو یہ شکایت ہو کہ بیمار ہونے پر دوا بھی کئی دفعہ کہنے پر ناگواری سے دی جائے۔

آپ کے سوال میں دوسرے نکتے کا تعلق اسلام کے نظام طلاق و خلع سے ہے۔ جس طرح اسلام نے شوہر کو طلاق کا حق دیا ہے' ویسے ہی بیوی کو "خلع" کا حق دیا ہے۔ اگر ایک خاتون اس نیت سے کہ وہ طلاق حاصل کرنا چاہتی ہو' ایسے الفاظ میں شوہر سے مطالبہ کرے جو واضح طور پر یا کنایتاً طلاق کی طرف اشارہ کرتے ہوں' شریعت میں اسے "خلع" کہا جاتا ہے۔ شوہر کی جانب سے طلاق دینے کی شکل میں پہلی طلاق کے بعد حق رجوع رہتا ہے' اور دوسری کے بعد تجدید نکاح کے بعد رشتہ ازدواج باقی رہتا ہے۔ لیکن خلع کی